✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت رمضان المبارک
وقت 5-7 منٹ

رمضان میں ہونے والی دو بابرکت شادیاں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ (الاحزاب:33)

کہ اے نبی کی بیویو! تم ہرگز عام عورتوں جیسی نہیں ہو۔

تمہاری صبح حسین ہو رُخ سحر کی طرح
تمہاری رات منور ہو شب قمر کی طرح
کوئی بہشت کا پوچھے تو کہہ سکو ہنس کر
کہ وہ خوب جگہ ہے ہمارے گھر کی طرح

معزز سامعین! آج میری تقریر کا عنوان ہے۔**"رمضان میں ہونے والی دو بابرکت شادیاں"**

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ازواج مطہرات کا مقام اور اُن کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کی بیویوں کا ذکر کئی مرتبہ فرمایا ہے اور احادیث سے بھی ہمیں ان کے رتبہ اور مقام کا پتہ چلتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نبی کی بیویوں کو ماؤں کا درجہ دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ

اَلنَّبِیُّ اَوۡلٰی بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَاَزۡوَاجُہٗۤ اُمَّہٰتُہُمۡ (الاحزاب:7)

کہ نبی مومنوں پر اُن کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتا ہے اور اُس کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ

تم میں سے سب سے بہتر افراد وہ ہیں جو میری ازواج مطہرات کے ساتھ بہتر سلوک کرنے والے ہوں۔

(کنز العمال، کتاب الفضائل حدیث 24400)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے کامل ترین انسان، اعلیٰ حکمران، بہترین سپہ سالار، قاضی، تاجر اور ساتھ ہی ساتھ کامل شوہر بھی تھے،بحیثیت شوہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پہ نظر دوڑائیں تو عمدہ آبگینوں سے مزیّن ہے جو کہ موجودہ زمانے میں تمام خاوندوں کے لئے قابل نمونہ اور لاثانی طرزِ عمل ہے۔ آپؐ کی جن دو ازواجِ مطہرات کا ذکر کرنا آج مجھے مقصود ہے جن کی شادیاں رمضانُ المبارک میں ہوئیں۔وہ دونوں ازواج یعنی حضرت سودہ بنتِ زمعہؓ اور حضرت زینب بنتِ خزیمہؓ اُن خصوصیات کی حامل تھیں جن کا تعلق بالخصوص رمضان کی برکات اور فضائل سے ہے ۔اِس ناطے رمضان میں ان دو اُمہاتُ المؤمنین کا تذکرہ مفید ہو گا تاہم مرد وخواتین ان خصوصیات کو اپنا کر اپنے رمضان کو مزید شیرین بنا سکیں۔

سامعین! اِن میں سے ایک **حضرت سودہ بنتِ زمعہ رضی اللہ عنہا** ہیں۔

آپ رضی اللہ عنہا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئیں۔ آپؓ کی پیدائش 589ء میں مکہ میں ہوئی۔ آپؓ کا تعلق قبیلہ عامر بن لوی سے تھا جو قریش کا ایک معزز قبیلہ تھا۔کنیت ام الاسود ہے۔والدہ کا نام شموس تھا،ان کا تعلق بنو نجار سے تھا۔ والد کا نام زمعہ بن قیس تھا اور ان کا قبیلہ قریش سے تعلق تھا۔ ابتدائے اسلام ہی میں حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کر لیا تھا اور آپؓ کی شادی حضرت سکرانؓ بن عمرو سے ہوئی تو

وہ بھی اس وقت مسلمان تھے۔ ابتدائے اسلام میں اسلام کی وجہ سے مسلمانوں کو کفار مکہ بہت زیادہ تکلیفیں دیا کرتے تھے، انہیں تشدّد کا نشانہ بناتے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالات دیکھ کر مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دے دی پھر بہت سارے مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حضرت سودہ بنت زمعہؓ نے بھی اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ اس کے بعد حضرت سودہؓ اپنے شوہر کے ساتھ مکہ واپس آئیں۔ حضرت سکرانؓ کی طبیعت خراب ہوئی اور کچھ دنوں کے بعد ان کا انتقال ہو گیا، حضرت سودہؓ کے بطن سے حضرت سکران کے ایک بیٹے پیدا ہوئے جن کا نام عبد الرحمٰنؓ تھا اور وہ بعد میں جنگ ''جلولا'' میں شہید ہو گئے تھے۔

حضرت سکرانؓ کی وفات سے پہلے حضرت سودہؓ نے دو خواب دیکھے۔ آپؓ نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے بستر پر لیٹی ہوئی ہیں اور کیا دیکھتی ہیں کہ آسمان پھٹ گیا اور چاند آپؓ کے اوپر آ گرا۔ یہ خواب دیکھنے کے بعد حضرت سودہؓ اپنے شوہر کے پاس گئیں اور اُن سے اس خواب کی تعبیر پوچھی۔ حضرت سکرانؓ نے فرمایا کہ اِس کی تعبیر یہ ہے کہ عنقریب مَیں مر جاؤں گا اور تم عرب کے چاند محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آ جاؤ گی۔ ایک اور مرتبہ آپؓ نے خواب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپؐ نے اپنے پاؤں مبارک حضرت سودہؓ کی گردن پر رکھ دیئے۔ حضرت سودہؓ نے یہ خواب بھی اپنے شوہر حضرت سکرانؓ کو سنائی۔ وہ کہنے لگے: اگر تمہاری خواب سچی ہے تو میری وفات کے بعد تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آؤ گی۔

(ازواج مطہرات وصحابیات صفحہ 84)

حضرت سکرانؓ کے انتقال کے بعد حضرت سودہؓ بہت زیادہ غمگین ہو گئیں اور آپؓ کی جدائی میں بہت رویا کرتیں، آپ کی سہیلیاں آپ کے پاس آکر آپ کو تسلی دیتیں اُدھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت سیدہ خدیجہؓ کے وصال کے بعد بہت غمگین اور پریشان تھے یہ حالت دیکھ کر حضرت خولہ بنتِ حکیم رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور عرض کیا کہ آپؐ شادی کیوں نہیں کر لیتے؟ آپؐ نے فرمایا کس سے کروں؟ حضرت خولہؓ نے عرض کیا کہ ''آپؐ چاہیں تو غیر شادی شدہ لڑکی بھی موجود ہے اور بیوہ عورت بھی'' آپؐ نے فرمایا''کون''خولہؓ نے عرض کیا''ایک تو آپؐ کے عزیز دوست ابو بکر صدیق کی لڑکی عائشہ ہے اور دوسری سودہ بنت زمعہ ہے جو آپ پر ایمان بھی لا چکی ہیں اور آپؐ کے دین کا اتباع بھی کیا ہے۔'' آپؐ کے فرمانے پر حضرت خولہؓ نے جب حضرت سودہؓ سے حضورؐ سے شادی کے متعلق ذکر کیا تو آپؓ کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا۔ آپؓ فرمانے لگیں ''میرا نصیب! مجھے اور کیا چاہیے لیکن پہلے میرے والد سے بات کر لو۔'' وہ حضرت سودہؓ کے والد کے پاس گئیں اور نکاح کا پیغام سنایا انہوں نے کہا کہ میری نظر میں بہت مناسب رشتہ ہے۔ اپنی سہیلی سے پوچھ لو۔ حضرت خولہؓ نے کہا''میں نے پوچھ لیا'' والدِ محترم نے کہا''ٹھیک ہے! بیٹی راضی ہے تو مَیں بہت خوش ہوں'' غرض سب مراتب طے ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سودہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت سودہؓ کے والد نے ہی نکاح پڑھایا اور چار سو درہم حق مہر مقرر ہوا۔ اس طرح یہ نکاح رمضان 10 نبوی میں ہوا۔ نکاح کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچاس سال اور حضرت سودہؓ کی عمر بھی پچاس سال ہی تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سودہؓ کے نکاح کے وقت حضرت سکرانؓ کے دو بھائی شریک ہوئے جبکہ حضرت سودہؓ کے بھائی عبد اللہ بن زمعہ نکاح کے وقت گھر پر نہیں تھے۔ وہ اُس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ جب گھر واپس آئے اور اس مبارک نکاح کی خبر ملی تو انہوں نے اِسے افسوس ناک واقعہ سمجھ کر اپنے سر پر خاک ڈالی کہ کیا غضب ہو گیا۔ اسلام لانے کے بعد وہ ہمیشہ اپنی اس حماقت پر افسوس کیا کرتے تھے۔

(اہل بیت، رسولؐ ازواج نبیؐ صفحہ 48-49)

بعد از نکاح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو اُسی گھر میں ٹھہرایا جو حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کی ملکیت تھا۔ اس گھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیاں حضرت اُمّ کلثومؓ اور حضرت فاطمہؓ بھی رہتی تھیں جب کہ حضورؐ کی ایک بیٹی حضرت رقیہؓ حبشہ میں تھیں۔ جب وہ والدہ کے انتقال کے بعد مکہ واپس آئیں تو جہاں بہنوں نے خوشی اور غمی کے ملے جلے جذبات سے استقبال کیا وہاں حضرت سودہؓ نے بھی حضرت رقیہؓ کو گلے لگایا اور پیار کیا۔

(سیرت خاتم النبیّینؐ از حضرت مرزا بشیر احمدؓ حصہ اوّل صفحہ 176)

حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد تین سال یا اس سے کچھ زائد عرصہ تک آپؓ تنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں رہیں یہاں تک کہ مدینہ میں حضرت عائشہؓ رخصت ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر آئیں۔ حضرت سودہؓ کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ وہ حضرت خدیجہؓ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی بیوی ہونے کا اعزاز پایا۔

(اہل بیت رسولؐ ازواج نبیؐ صفحہ 50)

آپ کی صفاتِ حسنہ میں لکھاہے کہ آپؓ انتہائی سادہ اور صالح طبیعت کی خاتون تھیں۔ بہت خوش اخلاق، خدا کی راہ میں بہت خرچ کرنے والیں تھیں۔ اپنی ضرورت سے بڑھ کر کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھتی تھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ میں سے سخاوت اور فیاضی سے ایک وافر حصہ پایا۔ یہ وہ تمام خوبیاں ہیں جن کا تعلق رمضان سے ہے اِس لئے ہمیں بھی اپنانی چاہیے۔

سامعین! حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا وہ دوسری زوجہ مبارکہ تھیں جن کی شادی رمضان کے مبارک دنوں میں ہوئی۔ آپؓ مکہ میں بعثتِ نبویؐ سے تیرہ سال قبل پیدا ہوئیں۔ آپؓ کا اصل نام زینب تھا۔ آپؓ کے والد کا نام خزیمہ بن عبد اللہ بن عمر تھا۔ حضرت زینبؓ کا تعلق نجد کے قبیلہ عامر بن صعصہ سے تھا۔ آپؓ قبیلہ کے سردار کی بیٹی تھیں۔ حضرت زینبؓ کی کنیت "اُمّ المساکین" یعنی مسکینوں کی ماں تھی کیونکہ آپ غربا اور مساکین کا بہت زیادہ خیال رکھتی تھیں اور یہ عادت آپؓ کو بچپن سے ہی تھی کہ آپ مساکین کو کھانا کھلا کر بہت خوشی محسوس کرتیں۔ کمزوروں اور یتیموں کی خبر گیری کرتیں اور ہر وقت ان کی مدد کے لیے تیار رہتیں۔ خدا تعالیٰ نے شاید انہی نیکیوں کے انعام کے طور پر آپ رضی اللہ عنہا کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عظیم جیون ساتھی عطا فرمایا۔ آپؓ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچویں زوجہ تھیں۔

آپؓ کا پہلا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حارث بن عبد المطلب کے بیٹے طفیل بن حارث سے ہوا تھا۔ جب طفیل بن حارث نے آپؓ کو طلاق دی تو اُن کے بھائی عبیدہؓ بن حارث کے نکاح میں آئیں۔ آپؓ نے ابتدائی دَور میں ہی اسلام قبول کیا تھا۔ مشرکین مکہ نے جب اسلام کو پھلتا پھولتا دیکھا تو ظلم و تشدد پر اتر آئے۔ سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے شوہر حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ پر بھی طرح طرح کے مصائب و مشکلات آئیں۔ اِسی دوران ہجرت کا حکم نازل ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو جمع فرمایا اور ہجرت کے بارے میں حکمِ خدا سنایا۔ شام ڈھلے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ گھر کو لوٹے، آپؓ نے حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کو سارا ماجرا بتایا۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی نے ہجرت کی تیاریاں شروع کر دیں۔ بالآخر ایک دن سیدہ زینب بنت خزیمہ کے گھرانے کے چار فرد حضرت زینبؓ، آپ کے شوہر حضرت عبیدہ بن حارثؓ اور ان کے دونوں بھائی حضرت طفیل اور حصین بن حارث رضی اللہ عنہم یہ سب حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس قافلے کا استقبال حضرت عبد الرحمن بن سلمہ عجلانی رضی اللہ عنہ نے کیا۔

کچھ دنوں بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدینہ منورہ تشریف لے گئے یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات قائم فرمائی۔ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو حضرت عمیر بن حمام انصاری رضی اللہ عنہ کا بھائی قرار دیا۔ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کے لیے ایک مکان اور کافی ساری زمین وقف کر دی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں حضرت عبیدہؓ کا خاص مقام تھا اور لوگوں میں وہ "شیخ المہاجرین" کے لقب سے مشہور تھے۔ مکہ مکرمہ کی طرح مدینہ طیبہ میں بھی سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حسبِ معمول غرباء اور مساکین پر خرچ کرتی رہیں۔

(ویکی پیڈیا، محمد ابن سعد کتاب الطبقات الکبیر جلد 8)

اسی دوران غزوہ بدر کا واقعہ پیش آیا۔ مدینہ منورہ سے میدانِ بدر کا فاصلہ تقریباً اٹھانوے (98) میل کا تھا۔ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جاں نثار اصحاب رضی اللہ عنہم کے ساتھ جمعہ کی رات 17 رمضان المبارک 2 ھ کو بدر کے قریب اُترے۔ یہ اسلامی تاریخ کا حق و باطل کے درمیان پہلا باضابطہ معرکہ تھا۔ دونوں لشکروں میں صف آرائی ہونے کے بعد دشمنانِ اسلام کی طرف سے کفارِ مکہ کے سردار عتبہ، شیبہ اور ولید میدانِ جنگ میں اُترے اور انفرادی لڑائی کے لیے آواز لگائی۔ جس کے جواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تین جاں نثار اصحاب " علی، حمزہ اور عبیدہ" (رضی اللہ عنہم) کو بھیجا۔ حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما دونوں نے جلد ہی اپنے مدمقابل کو قتل کر کے ڈھیر کر دیا۔

جبکہ حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ولید میں کافی دیر تک لڑائی جاری رہی اور دونوں ہی زخمی ہو گئے۔ حضرت علی اور حمزہ رضی اللہ عنہم نے آگے بڑھ کر ولید کو بھی قتل کیا۔ اس معرکے میں حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک پاؤں زخمی ہو گیا تھا یہ زخم بڑا کاری تھا۔ جنگ کے خاتمے کے بعد جب لشکر مدینے کی طرف واپس ہونے لگا تو مقام صفراء پر آپؓ نے داعیِ اجل کو لبیک کہہ گئے اور انہیں مقام صفراء پر ہی دفن کر دیا گیا۔

اس کے بعد حضرت زینبؓ کی شادی حضرت عبد اللہ بن جحشؓ سے ہوئی جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ غزوۂ اُحد میں وہ بھی شہید ہو گئے۔ کفّار نے اُن کے کان ناک کاٹ کر دھاگے میں پروئے اور نعش کا مُثلہ کیا۔ حضرت زینبؓ کو اُن کی شہادت اور نعش کی بے حرمتی کی خبر ہوئی تو آپؓ نے آسمان کی طرف دیکھا اور کہا: اے اللہ! تیرا ہر حال میں شکر، تیری رضا میں میری رضا شامل ہے۔ (ازواج مطہرات صفحہ 208)

اُس وقت مسلمانوں اور حضرت زینبؓ کے قبیلہ میں (جو ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا) شدید دشمنی پائی جاتی تھی۔ اُن کے قبیلہ نے مسلمان مبلغین کو بھی دھوکہ سے شہید کر دیا تھا۔ ایسے میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خیال سے کہ اس غم رسیدہ بیوہ کی دلجوئی ہو جائے نیز اُن کے قبیلہ کے دل میں مسلمانوں کے لئے نرمی پیدا ہو جائے، آپؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔ آپؓ نے کہلا بھیجا کہ میرے معاملہ میں آپؐ خود مختار ہیں۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ اوقیہ (چاندی) تقریباً پانچ سو درہم حق مہر پر آپؓ سے ماہِ رمضان 3 ہجری میں نکاح فرمالیا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 8 صفحہ 115 بیروت)

حضرت زینبؓ بنت خزیمہ کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیادہ لمبی رفاقت نصیب نہیں ہوئی بلکہ شادی کے کچھ عرصہ بعد ہی آپؓ کی وفات ہو گئی۔ آپؓ کی وفات کے بارے میں بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ آپؓ شادی کے تین ماہ بعد وفات پا گئی تھیں اور بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ تقریباً آٹھ ماہ بعد آپؓ کی وفات ہو گئی تھی۔
حضرت زینبؓ بنت خزیمہ ازواجِ مطہرات میں سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ مبارکہ تھیں جن کی وفات ہجرت کے بعد مدینہ میں ہوئی۔ آپؓ کی نماز جنازہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پڑھائی۔ اُمہاتُ المومنین میں سے صرف آپؓ ہی کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپؓ کی نماز جنازہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی (حضرت خدیجہؓ کی وفات کے وقت نماز جنازہ پڑھنے کا حکم نہیں آیا تھا اور باقی سب ازواجِ مطہرات نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انتقال کیا)۔
آپؓ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔
سامعین! رمضان کا ایک سبق غرباء اور مساکین کا خیال رکھنا اور اِن کو کھانا کھلانا ہے نیز کمزوروں اور یتیموں کی خبر گیری کرنا اور ہر وقت اِن کی مدد کے لیے تیار رہنا ہے۔ یہ خوبیاں اُمّ المساکین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں جن کو آج رمضان میں اپنانا ہماری اوّلین ذمہ داری ہے اور ہونی بھی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مرد و زن دونوں ہوں ہم خیال و ہمرکاب
ازدواجی زندگی ہے کامگار و کامیاب

(کمپوزڈ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)